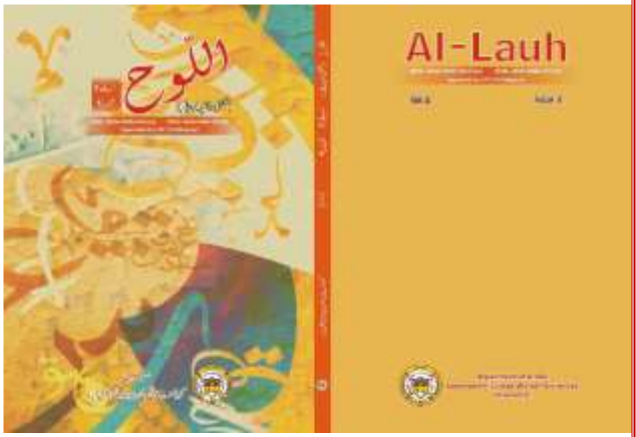


This work is licensed under a
Creative Commons Attribution
4.0 International License

**Al-Lauh**
Bi-Annual, Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN: (P) 2618-088X. (E) 2618-0898
Project of **Govt. College Women University Faisalabad,**
Madina Town, Faisalabad, Pakistan.
Website: www.allauh.com
Approved by Higher Education Commission Pakistan
Indexing: Euro Pub, Journal Factor, DRJI, Urdu Jaraid, Asian Research Index

**TOPIC**

# قرآن میں مذکور صنعتوں کا تعارفی جائزہ

# A REVIEW OF THE INDUSTRIES MENTIONED IN THE QURAN

***AUTHOR***

1. Dr Asma Aziz, Assistant Professor, Department of Islamic Studies,Government College Women University, Faisalabad, Pakistan.
2. Farzana Hameed, Mphil Scholar, Department of Islamic Studies, Government College Women University,Faisalabad, Pakistan.

**How to Cite:** https://allauh.pk/
https://allauh.pk/index.php/allauh/issue/view/4
Vol. 2, No.2 || July–December 2023 ||
Published online: 31-12-2023

# قرآن میں مذکور صنعتوں کا تعارفی جائزہ

# A Review of the Industries Mentioned in the Quran

ڈاکٹر اسماء عزیز[1]　　　فرزانہ حمید[2]

**Abstract:**
The subject of the Holy Qur'an is man. The Holy Quran guides all the commandments and teachings of every field of human life. All these teachings are comprehensive, clear and practicable. The field of economics is of great importance in the field of human affairs, that's why the religion of Islam has not neglected this field. But its basic concepts are different from other economic systems of the world. The religion of Islam is the religion that establishes a system of economic struggle that creates harmony and connection between material development, economic stability and spiritual development in human life. Allah has sent about one hundred and twenty-four thousand Prophets in the world for the guidance of human beings. These prophets have not only preached religion to humans but also provided guidance in various fields of livelihood to fulfill human needs. The Prophets themselves also adopted halal professions to meet their needs and economic stability. In the Holy Quran, Allah Almighty has mentioned halal professions, livelihood and mode of earnings. This research paper discusses and highlight the Quranic concept and strategy of economic stability of human that leads to industrialization that are still continuing.
**Keywords:** Quran, Industries, Mode of Earrings, Professions, Sustainable Development, SDG.

## تمہید:

قرآن مجید کا موضوع انسان ہے۔ قرآن مجید میں انسانی زندگی کے ہر شعبہ کے تمام احکامات و تعلیمات موجود ہیں یہ تمام تعلیمات جامع، واضح اور قابلِ عمل ہیں، انسانی معاملات کے شعبہ میں اقتصادیات کا شعبہ بڑی اہمیت کا حامل ہے اسی لئے دینِ اسلام نے اس شعبہ کو نظر انداز نہیں کیا، بلکہ اس کے بنیادی تصورات واصول دنیا کے دیگر معاشی نظاموں سے مختلف اور بے جھول ہیں۔ دینِ اسلام ہی وہ دین ہے جو معاشی جدوجہد کا ایک ایسا نظام قائم کرتا ہے جو انسانی زندگی میں مادی ترقی، معاشی استحکام اور روحانی ترقی میں ہم آہنگی اور ربط پیدا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے دُنیا میں تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے ان انبیاء کرامؑ نے نہ صرف انسانوں کو دینی تبلیغ دی ہے بلکہ انسانی ضروریات کو پورا کرنے کے کسبِ معاش کے مختلف شعبوں سے متعلق راہنمائی بھی دی۔ خود انبیاء کرام نے بھی اپنی ضروریاتِ زندگی کو پورا کرنے اور معاشی استحکام کے لئے حلال کسبِ معاش اپنایا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جابجا کسبِ حلال اور سامانِ رزق کا ذکر کیا ہے۔

ارشادِ ربانی ہے کہ:

قرآن مجید کی یہ آیت مبارکہ اس بات کی تائید کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی معاشی استحکام کے لیے سامانِ رزق زمین میں ہی رکھا ہے لیکن یہ انسان کی ذمہ داری ہے کہ اُسے کسب حلال کے ساتھ کیسے تلاش کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کسب حلال ہی کو پسند فرمایا ہے۔ انبیاء کرامؑ نے کسبِ معاش کے لیے جائز پیشے اپنائے ہیں۔ حلال اور معیاری کسبِ معاش کے لئے ضروری ہے کہ ریاست کی سطح ذرائع معاش صنعتوں کی صورت میں عوام کو فراہم کئے جائیں تاکہ ریاست بھی ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہوسکے۔ اس کے لئے ربِ پروردگار نے بھی قرآن مجید کی متعدد آیات میں مختلف چھوٹی بڑی صنعتوں کا تذکرہ کیا ہے جو عصرِ حاضر میں بھی اپنے پورے دوام کے ساتھ چل رہی ہیں اور ان میں اتنی وسعت ہے کہ ان میں سے مذید صنعتیں بھی نکلیں ہیں اور نکلنے کی گنجائش موجود ہے جو انسانی معاشرہ کی ترقی اور استحکام کا ٹھوس سبب ہے۔ موجودہ ترقی یافتہ دور میں جو صنعتیں رائج ہیں ان کی اصل اور تعارف قرآن مجید میں ہے اور قرآن مجید کی متعدد آیات میں ان صنعتوں کا ذکر موجود ہے۔ جن پر مفسرین نے اپنی تفاسیر میں اپنے اپنے ادراک وفہم کے ساتھ بیان کیا ہے ان کا جائزہ درج ذیل ہے:

## ا۔ صنعت پارچہ بافی (ٹیکسٹائیل انڈسٹری)

قرآن مجید میں پارچہ بافی یعنی کپڑے کے صنعت کی مقصدیت اور اس کی ذیلی صنعتوں کا ذکر متعدد آیات میں ملتا ہے جس کی تفصیل یہ ہے:

ا۔ اللہ تعالیٰ نے اس صنعت کے وجود کا مقصد جہاں ذریعہ معاش ہے وہاں حضرتِ انسان کو یہ بھی بتایا کہ لباس اور کپڑوں کا اصل مقصد ستر چھپانا ہے اور زینت اور تقویٰ بھی لباس کے ذریعے سے ہے جیسے ارشاد ربانی ہے:

اسی طرح ایک اور مقام پر میاں بیوی کو ایک دوسرے کا لباس کہا یعنی ان کے آپس تعلقات، عیوب، راز انہی کے درمیان ہیں دیگر سے چُھپے ہوئے ہیں جیسا کہ قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

ان آیاتِ مبارکہ کی روشنی میں اس صنعت میں انسان نے ایسے ہی کپڑے ولباس تیار کرنے ہیں جو مرد وعورت کا ستر چھپا سکیں اور زینت و تقویٰ کے لباس کا ذکر ساتھ ساتھ ہے جو اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ لباس سے مقصود تقویٰ بھی ہو لہٰذا لباس کی تیاری بھی انہی اصولوں پر ہوگی۔

۲۔ انسانی لباس عمر، جنس، وقت، موسم اور موقعوں کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں اور اس لحاظ سے ان کی اقسام کا تصّور بھی قرآن سے بڑا واضح ملتا ہے جیسے سردی وگرمی کا لباس اور جنگی لباس کے بارے میں ارشادِ ربانی ہے کہ:

انسانی گرم لباس کی تیاری کے لئے خام مال کا تذکرہ بھی قرآن میں موجود ہے جو لباس سازی کی ذیلی صنعت کتائی (spinning) اور بُنائی (weaving) کی طرف اشارہ ہے جیسے قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

۳۔ انسانی ضرورتوں اور آرام پسندی کے پیشِ نظر عصرِ حاضر میں یہ عام دیکھا جاسکتا ہے کہ مرد وخواتین اور بچے و بزرگ اپنے روز مرّہ لباس کے ساتھ زیرِ جامہ لباس کا بھی استعمال کرتے ہیں اور اسی طرح سونے کے اوقات میں دن بھر کے

استعمال شدہ لباس کی جگہ آرام کے وقت سونے کا لباس استعمال کیا جاتا ہے ان لباس کی تیاری عموماً جس صنعت میں ہوتی ہے اسے حرفِ عام میں ہوزری یا انڈر گارمینٹ کی صنعت کہا جاتا ہے اور اس بات کا اندازہ لگایئے کہ اللہ تعالیٰ کس طرح قرآن میں ان صنعتوں کا تصّور پیش کرتا ہے جیسے ارشادِ ربّانی ہے کہ:

بزرگوں کا لباس بچوں یا جوانوں سے مختلف ہوتا ہے جو آرام دہ ہو اور اس میں زینت و آرائش کم ہو بلخصوص بزرگ خواتین کے لئے اور اس مزاج کی عکاسی قرآن مجید درج ذیل آیتِ مبارکہ میں ہے:

۴۔ انسانی لباس ہو اور اس کی رنگ ریزی کی صنعت کا تذکرہ نہ ہو اور اسی طرح ریشم کے کپڑے کی صنعت بھی انسانی لباس کی صنعت کی قدر بڑھاتی ہے جب بادشاہوں اور محلات کی بات ہو تو پُر تعیش لباس کا تصور خود بہ خود جنم لے لیتا ہے۔ اس بات کا تصّور قرآنِ مجید میں جنت کے لباس سے جُڑا ہوا ہے۔

## ۲۔ غذائی اشیاء کی تیاری کی صنعت (فوڈ انڈسٹری)

انسان کی ستر پُوشی کے لئے لباس کے بعد اس کی بقا کے لئے خوراک و غذا کی ضرورت ہے۔ کائنات میں صرف حضرتِ انسان ہی ہے جسے اپنی غذائی ضروریات کو پُورا کرنے کے لئے کھانے کی تیاری کو کئی مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ صحت مند معاشرہ کے لیے وافر مقدار میں قوت بخش غذا کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، بدلتی ہوئی عادات اور نئے ذائقہ سے ملنے والی لذت حالیہ عرصہ میں غذائی اشیاء کی ضرورت اور اس سے جڑی صنعت میں زبردست اضافہ کیا ہے۔ قرآن غذائی کی تیاری سے پہلے حلال اور طیّب اشیاء سے انسانی غذائی ضرورت کو پوری کرنے کی بات کرتا ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

اسی طرح سورہ کہف میں اصحابِ کہف کو طیب کھانے کی تلاش کی تاکید کی جارہی ہے:

طَيِّبَاتُ سے مراد پاکیزہ اور لذت بخش چیزیں ہیں، بعض نے اس کا ترجمہ حلال چیزیں کیا ہے۔ دونوں ہی اپنی جگہ صحیح ہیں کیونکہ ہر پاکیزہ چیز اللہ نے حلال کر دی ہے اور ہر حلال چیز پاکیزہ اور لذت بخش ہے۔ خبائث کو اللہ نے اس لئے حرام کیا ہے کہ وہ اثرات و نتائج کے لحاظ سے پاکیزہ نہیں ہیں۔ گو خبائث خور قوموں کو اپنے ماحول اور عادت کی وجہ سے ان میں ایک گونہ لذت ہی محسوس ہوتی ہو۔

اللہ تعالیٰ سورہ مائدہ میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

اس آیتِ مبارکہ کا بغور جائزہ لیا جائے اللہ تعالیٰ نے ایک تو سمندری فوڈ حلال کی ہے دوسرا ماہی گری یعنی فشنگ انڈسٹری کا تصور پیش کیا ہے جو عصرِ حاضر میں بڑے شاندار طریقے سے انسانوں کی غذائی اور روزگار کی ضرورتوں کو پورا کر رہی ہے اس میں سمندری ساحل پر موجود ممالک بھی شامل ہیں اور وہ ممالک جہاں دریا، جھیلیں اور ندی نالے موجود ہیں میٹھے پانی کی مچھلی کی صنعت موجود ہے۔ اسی طرح آیت کے ابتدائی حصے میں مسافروں کے کھانے کی بات کی جارہی ہے جو راستوں میں

موجود ڈھابوں، ہوٹلز اور موٹرویز پر موجود قیام و طعام کا تصور پیش کیا جا رہا ہے جو کہ عصر حاضر کی چھوٹی اور بڑی صنعت کے طور پر پوری دنیا میں چل رہی ہیں۔

مائدہ: کے معنی دستر خوان کے آتے ہیں جو زمین پر بچھایا جاتا ہے، پھر اس پر کھانا کھایا جاتا ہے۔ آج کل جو تیار شدہ بنی بنائی فوڈ ہے جو اکثر گھر کے لئے آرڈر کی جاتی ہے اس سمال انڈسٹری کا تصور اس آیتِ مبارکہ سے ہے۔

## ۳۔ گلہ بانی

گلہ بانی فارسی زبان کا لفظ ہے جس کے معنیٰ بھیڑ بکریاں چرانے کا کام، ریوڑ ہانکنا ہے، ریوڑ کسی بھی پالتو جانور کا ہو سکتا ہے اِسے مویشی پروری بھی کہا جاتا ہے۔ موجودہ دور میں جانوروں کی فارمنگ بہت عام ہے جن میں بکری، گائے، بھینس، گھوڑے اور مرغی وغیرہ یہ معاشرہ کی جہاں غذائی مانگ کو پورا کرتی ہے وہیں اس سے جڑی دیگر چھوٹی بڑی صنعتیں بھی ہیں جیسے چرم سازی، پولٹری، دودھ کی صنعت وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ کی اپنے انبیاو مرسلین کے لئے عجب حکمت رہی ہے کہ تقریباً تمام انبیاے کرام علیہم السلام سے بکریاں چروائیں۔ اس کی حکمت یہ نظر آتی ہے کہ بکریاں چرانے والے میں چند ایسی خصوصیات پیدا ہو جاتی ہیں جو عام انسانوں میں نہیں ہوتیں۔ بکریوں کا چرواہا جفاکش، نرم دل اور بردبار ہوتا ہے۔ ہدایت سے خالی انسان، بکری سے کہیں زیادہ آوارہ اور ناصح کی نصیحت سے دور بھاگنے والا ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کو ایسے انسانوں کو راہِ راست پر لانے کے لیے بکریوں کو سنبھالنے کی مانند کام کرنا پڑا۔ آپ ﷺ جب دس بارہ برس کے ہوئے تو بکریاں چرانا شروع کیں۔ یہ انسانیت کی گلہ بانی کا دیباچہ تھا۔ حضرت عبید بن عمیرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مندرجہ بالا حوالہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مویشی جانوروں کے چروانے کا پیشہ بھی آپ ﷺ نے اپنائے رکھا جو کہ عرب معاشرے میں ایک قابل ذکر پیشہ تھا۔ قرآن کریم میں اس پیشہ اور صنعت کی تائید میں بہت سی آیاتِ مبارکہ ملتی ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا کہ:

وہ جانور جن کے چار پاؤں ہوتے یا کھر اور ٹاپ والے جانور جیسے اونٹ، گائے، بھیڑ اور بکری عربی میں انہیں انعام کہا جاتا ہے جو نعم کی جمع ہے اس نام سے ان کو اس لئے پکارا گیا ہے کہ یہ جانور اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کے اوپر احسانات وانعامات ہیں قرآن کریم میں چوپائے کا ذکر خاصی تعداد میں آیا ہے:

حکومتی سطح پر لائیو سٹاک کے شعبے موجود ہیں جو ان صنعتوں کے بارے میں آگاہی فراہم کرتے رہتے ہیں اور ان کے مسائل کا حل بھی دیتے ہیں۔ یہ ہی نہیں بلکہ حکومت ان صنعتوں کے فرغ کے لئے آسان شرائط پر قرضے بھی دے رہی ہے تاکہ ان صنعتوں کے ذریعے لوگوں کے ذرائع آمدن اور روزگار میں اضافہ ہو اور ملک ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہو۔

## سگ بانی

سگ بانی فارسی زبان کا لفظ ہے جس کے معنیٰ کتُے کی رکھوالی، کتے کا نوکر، کتے پالنا۔ عصرِ حاضر میں گھر کی حفاظت کے لئے کتوں کو رکھا جاتا ہے اور انہیں گھر میں پالتو جانور کے طور پر بھی رکھا جاتا ہے۔ یہی نہی بلکہ ان کی صحت اور ویکسینیشن کے لئے ڈی وی ایم ڈاکٹر کا شعبہ بہت عروج پا رہا ہے۔ اگر دیکھا جائے تو قرآنِ مجید میں سورہ کہف میں اصحابِ کہف کے تذکرہ کے ساتھ کتے کا بھی ذکر ہے جو آج کل کتے کو جو رکھوالی کے لئے رکھا جاتا ہے کچھ ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

## ۴۔ کیتھی باڑی / زراعت / کاشتکاری

زراعت جانوروں، پودوں، خوراک، فائبر، حیاتیاتی ایندھن، دواؤں کے پودوں اور انسانی زندگی کو برقرار رکھنے اور بڑھانے کے لیے استعمال ہونے والی دیگر مصنوعات کے لیے کاشت اور افزائش ہے۔ زراعت انسانی تہذیب کی وراثت میں ایک اہم پیشرفت تھی، انسان کی غذائی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے اس کا خام مال یعنی "اناج" کیتھی باڑی، زراعت اور کاشتکاری ہی کی صورت میں دستیاب ہو سکتا ہے۔ آج یہ شعبہ اور صنعت تمام جدید تقاضوں اور ٹیکنالوجی کے ساتھ انسانی معاشرہ کی پیدائشِ دولت بھی بڑھاتی ہے اور انسانی غذائی طلب کو بھی پورا کر رہی ہے۔ اس بابت قرآنِ مجید میں اس صنعت کی تائید بھی کی گئی ہے اور اس کی ترغیب بھی دی جا رہی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ درج ذیل آیات میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

(۱) حَبٌّ (دانا) وہ اناج جسے خوراک کے لئے ذخیرہ کر لیا جاتا ہے، جیسے گندم، چاول، جو، مکئی وغیرہ اور نبات، سبزیاں اور چارہ وغیرہ جو جانور کھاتے ہیں۔

تفسیر قرطبی میں ہے کہ الثمرات ثمرۃ کی جمع ہے کہا جاتا ہے ثمر جیسے شجر، کہا جاتا ہے ثمر جیسے خشب، کہا جاتا ہے ثمر مثل بدن۔ ثمار جیسے اکام یہ ثمر کی جمع ہے۔ آیت کا معنی ہے ہم نے تمہارے لئے مختلف رنگ کے پھل اور مختلف قسم کے نبات نکالے۔ رزقاً تمہارے کھانے اور تمہارے جانوروں کے لئے چارہ۔[۱]

## ۵۔ صنعت چرم سازی (لیدر انڈسٹری)

چمڑے کی دباغت (یعنی نجاست اور بُو سے پاک کرنا) سے اور اس سے مختلف اشیاء کی تیاری دنیا کی ایک قدیم ترین صنعت ہے۔ چمڑے سے مختلف قسم کی بہت سی ایسی مصنوعات تیار کی جاتی ہیں جنہیں ہم روزمرہ زندگی میں استعمال کرتے ہیں جیسے: جوتا، بیلٹ، بٹوہ، ہینڈ بیگ، جیکٹ، لباس، صوفہ، کرسی اور گاڑیوں کی سیٹوں کا غلاف وغیرہ۔ جوتا سازی تو آج کل ایک بہت بڑی صنعت بن گئی ہے۔ قرآن مجید میں چمڑے کے جوتوں کا تذکرہ ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حوالے سے آتا ہے جب وہ آگ لینے کوہ طور کے پاس پہنچے تو ارشادِ باری تعالیٰ ہوا:

اس آیتِ مبارکہ سے یہ بات سامنے آئی کہ جانوروں بلخصوص حلال جانوروں کی کھال کا چمڑہ بنا کر اس سے روز مرّہ کی زیرِ استعمال اشیاء بنائی جا سکتی ہیں۔ اسی لئے شرعی طور پر مذبوح حلال جانور کی کھال سے بننے والی مصنوعات کا استعمال بلاشبہ جائز ہے۔ خنزیر اور انسان کی کھال ہر حال میں حرام ہے۔ حرام یا مردار جانور کی کھال کی اگر دباغت (tanning) ہو جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے اس سے بنی ہوئی مصنوعات کا خارجی استعمال جائز ہے۔ جیسا کہ حدیثِ مبارکہ ہے کہ:

دباغت (tanning) سے مراد کھال کی آلائش، رطوبت اور بدبو وغیرہ کو نمک، کیمیکل یا کسی دوسری چیز سے زائل کرنا ہے۔ البتہ خنزیر کی کھال دباغت (tanning) سے بھی پاک نہیں ہوتی۔ ایسی کھال جس کی دباغت ممکن نہ ہو تو وہ دباغت سے پاک نہیں ہو گی۔

## ۹۔ صنعت فن تعمیر / عمارت سازی (بلڈنگ انڈسٹری) / خیمہ سازی

اسلام میں گھر کی تعمیر کا مقصد قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تمہارے گھروں کو سکونت کی جگہ بنایا جیسا کہ فرمایا:

لہٰذا گھر سکونت کی جگہ ہونی چاہیے نہ کہ بڑائی و تکبر اور زینت کی علامت اس اصول کو اہلِ مغرب یا دیگر ترقی یافتہ قوموں نی اپنایا ہے۔ آیتِ مبارکہ کے دوسرے حصہ میں خیمہ سازی کا بھی تصور پیش کیا جا رہا ہے اور جس کا خام مال (یعنی چوپایوں کی کھال) اور ان کی خصوصیت بھی بتائی جا رہی ہے۔ عصرِ حاضر میں خیمہ سازی کی صنعت کی مانگ بہت ہے۔ خیموں کا استعمال عارضی، سفری قیام کے طور پر، قدرتی آفتوں میں عارضی گھروں کے طور پر بہت زیادہ ہوتا ہے۔ عمارت سازی کا فن ایک قدیم فن ہے۔ عمارت سازی کی تعمیری اشیاء زمانے کے ساتھ ساتھ تبدیل ہوتی آ رہی ہیں۔ جس کا انحصار سائنسی تحقیق اور بآسانی حاصل ہونے والی تعمیری اشیاء پر ہے، قرآن مجید میں سورۃ الفجر میں قومِ عاد کے ذکر میں ان کی تعمیرات کی خصوصیات بتائی ہیں دراصل اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں صنعت فن تعمیر کے خدوخال کا نقشہ کھینچ رہا ہے جس سے آج کے انسان نے بہت سے آئیڈیاز اخذ کر لئے ہیں سورہ شعراء، احقاف، فجر میں قومِ عاد اور ثمود کی جس طرح بلند و بالا اور مضبوط تعمیرات کا ذکر اس مضمون کے ساتھ ہو رہا ہے کہ انسان اپنی ضرورت کے مطابق اپنے گھروں تعمیر کرے لیکن یہ ذہن میں رکھے اس نے ان میں ہمیشہ نہیں رہنا۔ اور نہ ہی ضرورت سے زائد عمارت بنانے کو پسند کیا ہے۔ اور اللہ کی کتاب میں اس کی مذمت قوم عاد کے جرائم کی فہرست بیان کرتے ہوئے یوں کی گئی ہے: اتبنون بکل ریع آیۃ تعبثون۔ کہ تم ہر اونچے ٹیلے پر ایک یادگار عمارت تعمیر کرتے ہوئے بے کار کام کرتے ہو۔ [الشعراء آیت نمبر ؟؟؟] اور خود ازواج مطہرات کے حجرات اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے گھر اس کے شاہد ہیں کہ مومن ایک مسافر کی طرح گھر بناتا ہے نہ کہ بادشاہوں کی طرح محلات۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

گھروں کی تعمیر میں ماربل کا استعمال کا تصور بھی ان آیاتِ مبارکہ سے ملتا ہے جو آج کل بہت عام ہے۔ اسے سنگ تراشی ماربل انڈسٹری کی صنعت کہا جاتا ہے۔ اس کے بغیر آج کل تعمیرات کا تصور ناممکن ہے۔

## ۸۔ ظروف سازی اور ترابیاتی صنعتیں (سرامک انڈسٹریز)

مٹی یا مٹی کی جنس سے جو مصنوعات تیار کی جاتی ہیں انہیں ترابیاتی صنعتیں کہتے ہیں۔ برتن سازی تک ہی اس صنعت کو محدود نہ کیا جانا چاہیئے کیونکہ اب موجودہ دور میں یہ سیلیکا اور اس سے متعلق صنعتوں پر محیط ہے۔ جس میں شیشہ، پورسلین اور چینی کی اشیاء بھی شامل ہے۔ اس کا تصوّر بڑے واضح طور پر قرآنِ مجید میں ملتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یہاں پر حق و باطل کو سمجھانے کے لئے مثالاً ذکر کیا ہے کہ جیسے سونے چاندی لوہے تانبے کی مثال ہے کہ "اسے آگ میں تپایا جاتا ہے سونے چاندی زیور کے لیے لوہا تانبا برتن بھانڈے وغیرہ کے لیے ان میں بھی جھاگ ہوتے ہیں تو جیسے ان دونوں چیزوں کے جھاگ مٹ جاتے ہیں، اسی طرح باطل جو کبھی حق پر چھا جاتا ہے، آخر چھٹ جاتا ہے اور حق نتھر آتا ہے"۔

## ۷۔ صنعت زیور سازی (اور نا میٹل انڈسٹری)

سجانا سنوارنا اور زینت اختیار کرنا عورت کی جبلت میں شامل ہے۔ ابتداء میں اس نے جڑی بوٹیوں، پھولوں اور خوشبودار گھاس سے تزئین و آرائش کا وہ سامان تیار کیا جسے آج کل میک اپ کہتے ہیں۔ اور بعد میں زیورات بھی تیار کرنے اور پہننے شروع کر دیے۔ اس کے لئے لکڑی، لوہے، تانبے، سونے، چاندی اور مختلف دھاتوں کی بھرت سے بنے ہوئے زیورات تیار ہوئے جن میں قیمتی جواہر یا نگینوں کا استعمال بھی کیا گیا۔ اسلام میں مرد کو زیورات کے استعمال سے منع فرمایا ہے البتہ جنت میں مرد کے زیوارت کا ذکر ملتا ہے۔ لیکن عورت کے سونے چاندی کے زیورات کے استعمال کے ساتھ اس کی زکوٰۃ کی ادائیگی فرض ہے۔ عصرِ حاضر کی اس بڑی اہم صنعت کا تذکرہ ہمیں قرآنِ مجید میں بڑی وضاحت کے ساتھ ملتا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

تفسیر قرطبی کی جلد نمبر: ۱۰ میں ایک قول یہ بیان کیا گیا ہے۔ مرد کے زیورات چاندی اور عورت کے زیورات سونے کے ہوں گے۔ ایک قول یہ بیان کیا گیا: ان میں سے ایک کے ہاتھ میں دو کنگن سونے کے دو کنگن چاندی کے اور دو کنگن موتی کے جمع کیے جائیں گے تاکہ جنت کے محاسن ان کے لیے جمع ہو جائیں۔ یہ سعید بن مسیب نے کہا: ایک قول یہ کیا گیا: ہر قوم کے لیے وہ کچھ ہو گا جس کی طرف ان کے دل مائل ہوں گے۔[۲]

تفسیر تبیان القرآن میں سورۃ الدھر کی آیت نمبر ۲۱ کی تفصیل کو بیان کیا گیا ہے کہ، اہل جنت کو سونے اور چاندی دونوں کے کنگن بیک وقت پہنائے جائیں گے یا کبھی سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور کبھی چاندی کے، دوسرا جواب یہ ہے کہ انسانوں کی طبیعتیں اور مزاج مختلف ہوتے ہیں، بعض لوگ چاندی پسند کرتے ہیں اور بعض لوگ سونا پسند کرتے ہیں، جنت میں دونوں قسم کے کنگن ہوں گے جن کو سونا پسند ہو گا وہ سونے کے کنگن پہنیں گے اور جن کو چاندی پسند ہو گی وہ چاندی کے

کنگن پہنیں گے۔ آیت میں جنت کے "ولدان" اور "غلمان" (نو خیز، بے ریش لڑکوں) کا ذکر ہے کہ وہ جنت میں چاندی کے کنگن پہنے ہوئے ہوں گے۔ [۳]

## ۱۰۔ صنعت کاغذ سازی (پیپر انڈسٹری)

کاغذ سازی بھی قدیم فنون میں سے ایک ہے۔ تعلیم کے پھیلاؤ کے ساتھ ساتھ کاغذ کی طلب میں بھی روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے کاغذ انسانی فکر کی ترسیل کا اہم اور مستحکم ذریعہ رہا ہے اور بلاشبہ قیامت تک ایسا ہی رہے گا۔ جدید ٹیکنالوجی اور کمپیوٹر نے دنیا میں نہ صرف کاغذ کی اہمیت کو متاثر ضرور ہے لیکن آج بھی کاغذ کی طلب میں کمی نہیں ہوئی ہے۔ کاغذ سازی اور علم لازم و ملزوم ہیں اسلام میں علم کی بہت اہمیت ہے اور اس اہمیت کی وجہ سے کاغذ کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اسی لئے قرآنِ مجید میں۔ سورۃ الانعام کی آیت ۷ میں کاغذ کا ملتا ہے ارشادِ ربانی ہے:

## ۲۔ صنعت قالین بافی (کارپٹ انڈسٹری) / ودستکاری کی صنعت

صنعت قالین سازی ایک قدیم ترین پیشہ اور گھریلو دستکاری ہے جس میں خواتین بھی شانہ بشانہ حصہ لے سکتی ہیں۔ پوری دنیا میں صرف مسلم ممالک جن میں ایرانی، افغانی، کشمیری، قالین مشہور ہیں۔ اس سے یہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ اس صنعت کو پروان چڑھانے میں مسلمانوں کا بڑا کردار ہے۔ اور اس صنعت سے جڑی دیگر گھریلو دستکاریوں کی بھی چھوٹی صنعتیں ہیں جن میں گاؤ تکیے، ریشمی بچھونے وغیرہ شامل ہیں۔ قرآنِ مجید میں ان کی تفصیل درج ذیل آیاتِ مبارکہ میں موجود ہے اللہ تعالیٰ نے سورۃ الغاشیہ کی آیت نمبر ۱۳، ۱۴ میں ارشاد فرمایا ہے:

ان کی مسندیں فضاء میں بلند ہوں گی، کیونکہ جب مومن مسند پر بیٹھے گا تو وہ اپنے رب کی عطا کی ہوئی تمام نعمتوں کو دیکھے گا۔ ترتیب شدہ جام سے مراد یہ ہے کہ ان چشموں کے کنارے گلاس قطار در قطار رکھے ہوئے ہوں گے اور جب کوئی شخص چشمہ سے پینا چاہے گا تو گلاس بھر کر پی لے گا تو گلاس خود بہ خود بھر جائے گا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ گلاس چاندی اور سونے کے ہوں اور ان پر ہیرے اور جواہر جڑے ہوئے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

یہاں "نمارق" کا لفظ ہے یہ "نمرقۃ" کی جمع ہے، اس کا معنی ہے: بڑا تکیہ، کدا زین یا پالان، اور "نمروقۃ" کا معنی ہے: چھوٹا تکیہ۔

اس آیت میں "زرابی" کا لفظ ہے یہ "زربی" کی جمع ہے اس کا معنی ہے (غالیچے اور فرش) یا ہر وہ چیز جس کو زینت کے لیے بچھایا جائے اور اس پر تکیہ لگایا جائے۔

## ۵۔ کیمیائی صنعت (کیمیکل انڈسٹری) اور دھاتی صنعت (میٹل انڈسٹری)

علمِ کیمیاء ایک قدرتی سائنس ہے جو مادے کی ساخت، بعض حالات میں ہونے والی کیمیائی تبدیلیوں اور اس سے حاصل کی جانے والی باقاعدگیوں کا مطالعہ کرتی ہے۔ اسلامی کیمیاء درحقیقت جدید کیمیاء کی بنیاد ہے۔ مسلمان کیمیادان جن میں

جابر ابن حیان (گیبر) کا ذکر جدید کیمیا کے بغیر ادھورا ہے کیونکہ قرآنِ مجید میں اس علم پر بھرپور معلومات موجود ہیں اور مسلم کیمیا دانوں کا مطالعہ قرآن بہت زیادہ تھا اور ان کا یہی مطالعہ اس علم میں ان کی مہارت کا سبب بنا۔ کیمیائی صنعت (کیمیکل انڈسٹری) دیگر مصنوعات کے فروغ میں اہم ترین حصہ ادا کرتی ہے۔ جو ملک کی صنعتی ترقی کے لیے لازم ہے۔ کیمیائی اشیاء کے استعمال کے کافی امکانات موجود ہیں۔ اس سے زمین کو زرخیز بنانے، کیمیائی کھاد بنانے، انسانی علاج کے لئے ادویہ اور جراثیم کش دواؤں کی تیاری میں کافی مدد ملتی ہے۔ قرآنِ مجید میں جن آیاتِ مبارکہ میں اس علم وصنعت کے بارے میں تفصیل آئیں وہ یہ ہیں ارشادِ ربانی ہے:

تفسیر تبیان القرآن میں لکھا ہے کہ اس آیت میں فرمایا ہے کہ جنت کا مشروب کافور کے ساتھ ملا ہوا ہوگا حالانکہ کافور کا ذائقہ تلخ اور کڑوا ہوتا ہے تو جس مشروب میں کافور ملا ہوگا وہ لذیز نہیں ہوگا لیکن کافور کے نام کا جنت میں ایک چشمہ ہے، جس کا پانی کافور کی طرح سفید ہوگا اور اس کی تاثیر کافور کی طرح ٹھنڈی ہوگی لیکن اس کا ذائقہ تلخ نہیں ہوگا بلکہ شریں ہوگا اور اللہ تعالیٰ جنت کے چشمہ میں کافور کی خوشبو پیدا کردے گا۔[۴]

سورۃ سباء کی آیت نمبر ۱۱ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو کشادہ زرہیں بنانے اور ان کی کڑیوں کو اندازے سے جوڑنے کا حکم دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے پہلے حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے لوہے کو نرم فرمادیا تو وہ ایک دن میں ایک زرہ بنالیتے تھے جس کی قیمت ایک ہزار درہم ہوتی تھی حتیٰ کہ ان کے پاس بہت زیادہ مال جمع ہوگیا اور ان کی معیشت بہت وسیع ہوگئی، وہ اس مال کو فقراء اور مساکین پر صدقہ کرتے تھے اور اس میں سے ایک تہائی مال لوگوں کی فلاح اور بہبود پر خرچ کرتے تھے۔ اس روایت کو امام بغوی متوفی ۵۱۶ھ، علامہ ابوعبداللہ قرطبی متوفی ۶۶۸ھ اور حافظ ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ نے بھی ذکر کیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوہا ان کے سامنے موم کی طرح ہوجاتا تھا، حسن نے کہا گندھے ہوئے آٹے کی طرح ہوجاتا تھا اور وہ اس کو آگ سے پگھلائے بغیر نرم کرکے اس سے زرہ بنالیتے تھے، مقاتل نے کہا وہ دن کے ایک حصہ یارات کے ایک حصہ میں زرہ بنالیتے تھے۔ حضرت داؤد کے لوہے کے علم اور ان کی لوہے پر مہارت کے بارے میں ارشادِ ربانی ہے:

تفسیر قرطبی میں (ان اعمل سبغت) سے مراد کھلی زرہیں یعنی کامل اور وسیع۔ یہ جملہ کہا جاتا ہے: حدیث: (سبغ الدرع والثوب وغیرھما) جب زرہ کا کپڑا وغیرہ ہر اس چیز کو ڈھانپ لے جس پر وہ ہے اور اس سے کچھ بچ بھی جائے۔ آیت: (وقدر فی السّرد) قتادہ نے کہا: زریں اس سے قبل تختے ہوتے تھے اور وہ سخت بھاری ہوتے، اسی وجہ سے حضرت داؤد علیہ السلامکو حکم دیا گیا کہ ایسی چیز بنائیں جو ہلکی ہو حفاظت کرنے والی ہو، یعنی ایسی چیز بناؤ جو ان دونوں معنوں کو اپنے ضمن میں لیے ہوئے ہو۔ صرف حفاظت کا قصد نہ کریں کہ وہ بوجھل ہوجائے اور نہ ہلکی کا ارادہ کریں کہ حفاظت نہ کرسکے۔ ابن زید نے کہا: جس انداز کا آپ کو حکم دیا گیا وہ حلقہ کی مقدار میں تھا، یعنی اسے چھوٹا نہ بنا کہ وہ کمزور ہو اور زرہ دفاع پر قادر نہ ہو اور نہ اسے بڑا بنا کہ اس کے

پہننے والے تک پہنچا جا سکے۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا: جس چیز کے اندازے کے بارے میں حکم دیا گیا وہ کیل تھے، یعنی زرہ کے کیل کو باریک نہ بنائیں کہ وہ اپنی جگہ سے ہل جائے اور نہ موٹا ہو کہ حلقہ کو توڑ دے۔ فی السرد، سرد سے مراد زرہ کے حلقہ کو بنانا ہے، اسی وجہ سے زرہ کے حلقے بنانے والے کو سراد اور زراد کہتے ہیں سین کو زراء سے بدلا گیا ہے۔(۵)

## ۱۱۔ کشتی رانی اور جہاز سازی کی صنعت (شپ انڈسٹری)

انسان نے سفر کرنے کے لئے مختلف سواریاں ایجاد کیں، ریل گاڑی، ہوائی جہاز اور موٹر گاڑی کی ایجاد سے پہلے لوگ پیدل، گھوڑوں اور کشتیوں میں سفر کیا کرتے تھے ان کشتیوں میں جدت لائی گئی، بڑی بڑی کشتیاں اور بحری جہاز بنائے گئے جیسا کہ قرآنِ مجید میں ارشاد ہے کہ:

بحری جہاز نہ صرف مسافروں اور سامان کی باربرداری اور نقل وحمل کے لئے، بلکہ جنگی مقاصد کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ بحری سفر کی تاریخ صدیوں پرانی ہے، مشہور جہاز راں ابن ماجد کے باپ دادا بھی اپنے وقت کے مشہور جہاز راں تھے، ان کا تعلق عمان سے تھا۔ قطب نما ابن ماجد نے ایجاد کیا تھا۔ جب آپ اس دنیا سے گئے تو سمندری علوم پر قیمتی کتب لکھ کر گئے ان کی یہ کتب ورسائل بحری اور کشتی رانی کے علوم پر مشتمل ہیں۔ مغربی ماہرین نے ابن ماجد کی کتب سے استفادہ کیا ہے کہا جاتا ہے کہ ان کی کتب کے ذریعے ہی معروف پرتگالی واسکوڈے گامانے دریافتیں کیں۔ ابن ماجد کے رسائل وکتب کی تعداد سترہ ہے ابن ماجد نے سمندروں کے بارے میں مفید معلومات بڑے سائنسی انداز میں حری سفر میں جہاز رانوں کو پیش آنے والی مشکلات و پریشانیوں کے حل کے لئے ایک اہم کتب "الفوائد فی اصول علم البحر القواعد" اور "الاختصار فی اصول علم البحار" تھیں۔ مسلمانوں کا علم البحر اور جہاز رانی میں ماہر ہونے کی وجہ قرآنِ مجید میں موجود علم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید اور دیگر کتب سماویہ کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ سیدنا نوح علیہ السلام نے ہی سب سے پہلا بحری جہاز نے بنایا اور اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو اس کے بنانے کا حکم دیا تھا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اور خوبصورت بات یہ ہے کہ اس بحری جہاز کو کیسے بنایا گیا اور اس کی تیاری میں کون سا سامان استعمال کیا گیا، اس کا تذکرہ بھی قرآن حکیم میں موجود ہے ارشادِ ربانی ہے: کہ "وحملنٰہ علی ذات الواح ودسر" اور ہم نے اس (نوح علیہ السلام) کو تختوں اور کیلوں سے بنی ہوئی چیز پر سوار کیا" قرآن حکیم کے اس فرمان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بحری جہاز لکڑی کے تختوں اور کیلوں کو جوڑ کر بنایا گیا تھا اور اس جہاز کی مضبوطی کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ یہ پہاڑوں کی مانند بلند موجوں کے درمیان چلتا رہا۔ قرآن حکیم کا ارشاد ہے:

"وھی تجری بھم فی موج کالجبال"۔ "اور وہ (بحری جہاز) ان کو لے کر پہاڑوں کی طرح بلند موجوں میں تیرتا چلا جا رہا تھا"۔

سیدنا نوح علیہ السلام کا یہ بحری جہاز کتنا بڑا تھا، اس کا اندازہ اس کی لمبائی چوڑائی اور اونچائی سے کیا جا سکتا ہے۔ اس بحری جہاز کا جدید تحقیقات کے مطابق بائبل نے طول ۵۲۵ فٹ، عرض ۵ء۸۷ فٹ اور اونچائی ۵ء۵۲ بیان کی ہے۔

> "سید قاسم محمود کی تحقیق کے مطابق اس بحری جہاز کا طول تین سو ہاتھ، عرض پچاس ہاتھ اور اونچائی تیس ہاتھ تھی۔ اس کے تین عرشے (Deck) تھے۔ ایک میں مرد، دوسرے میں عورتیں اور تیسرے میں دیگر حیوانات تھے۔"

قرآن حکیم نے سیدنا نوح علیہ السلام کے بحری جہاز کے بارے میں جو معلومات فراہم کی ہیں ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ دنیا میں پانی پر بحری جہاز اور کشتی چلانے کا فن سب سے پہلے سیدنا نوح علیہ السلام نے متعارف کرایا۔ ان کے بحری جہاز کے بعد تجارتی جہازوں اور بحری جنگی جہازوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ سیدنا نوح علیہ السلام کرہ ارض پر سب سے پہلے رسول ہیں، جنہوں نے بحری جہاز رانی اور بحری جہاز سازی کی صنعت کا آغاز کیا اور قرآن مجید میں اس کی مکمل اور مستند تفصیل موجود ہے۔

## خلاصہ بحث

دین اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور قرآنِ مجید کائنات کے تمام علوم کا منبع ہے۔ دین اسلام نے ہمیں انسانی زندگی کے تمام شعبوں کے بارے میں نہ صرف رہنمائی فراہم کی ہے بلکہ تمام شعبوں کے بارے میں حلال و حرام احکامات سے بھی آگاہ کیا ہے، اور ساتھ ہی انسانی ضروریات سے تعلق رکھنے والی صنعتوں پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ صنعت کسی بھی ملک کے لیے ایک ریڑھ کی ہڈی سے کم حیثیت نہیں رکھتی۔ چونکہ دنیا میں لوگ زندگی گزارنے کے لیے ایک دوسرے کے محتاج ہیں اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ہر تمام بنی ونوع کے لیے کوئی نہ کوئی پیشہ اور فن مسخر کر دیا تاکہ لوگ کسی ایک پیشے کو اختیار کر کے اپنی زندگی کی معاشی ضروریات کو پورا کر سکیں۔ انسانی معاشرہ سے جڑی مختلف صنعت و حرفت کا ذکر قرآن مجید کی متعدد آیات میں موجود ہے اور ان صنعتوں سے منسلک ہو کہ انسان بہترین کسب معاش کا اپنا سکتا ہے۔ آج ہر طرف پائیدار ترقی کی بات کی جاتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے انسان کی پائیدار ترقی کے لئے ہر طرح اسبابِ معاش اور ذرائع معاش کی ترغیب اور راہنمائی قرآن میں حضرتِ انسان کے لئے دی ہے ضرورت صرف مطالعۂ قرآن اور اس سے استفادہ اور اس پر عمل کی ہے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت انسان کو کامیاب اور ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہونے سے نہیں روک سکتی۔

# حوالہ جات


[1] ۔ قرطبی، ابو عبداللہ محمد بن احمد، ابو بکر، تفسیر قرطبی، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، کراچی، ۲۰۱۲ء

[2] ۔ قرطبی، ابو عبداللہ محمد بن احمد، ابو بکر، تفسیر قرطبی، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، کراچی، ۲۰۱۲ء، ج:۱۰

[3] ۔ سعدی، غلام رسول، علامہ، تبیان القرآن، فرید بک سٹال لاہور، ۲۰۰۷

[4] ۔ سعدی، غلام رسول، علامہ، تبیان القرآن، فرید بک سٹال لاہور، ۲۰۰۷

[5] ۔ قرطبی، ابو عبداللہ محمد بن احمد، ابو بکر، تفسیر قرطبی، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، کراچی، ۲۰۱۲ء